

دستبرداری کی شق

"مقامی زبان میں ترجمہ شدہ فیصلہ مدعی کے محدود استعمال کے لئے ہے کہ وہ اسے اپنی زبان میں سمجھنے اور اسے کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ تمام عملی اور سرکاری مقاصد کے لئے فیصلے کا انگریزی ورژن مستند ہوگا۔"

رائے برج راج کرشنا ودیگر

بنام

ایس۔ کے۔ شاہ و برادران

[سید فضل علی، مہر چند مہاجن، مکھرجی

اور چندر شیکھرا ایئر جج صاحبان]

بہار بلڈنگز (لیز، ریٹ اینڈ ایویشن) کنٹرول ایکٹ، (III بابت 1947)، دفعہ 11 کرایہ کی عدم ادائیگی کی بنیاد پر بے دخلی کے لیے کنٹرولر کا حکم-حکم نامہ کو کالعدم قرار دینے کیلئے سوٹ-سول عدالت کا دائرہ اختیار-سوال کہ آیا ادائیگی نہ ہوئی تھی-کنٹرولر کے فیصلے کی حتمی حیثیت۔

بہار بلڈنگز (لیز، ریٹ اینڈ ایویشن) کنٹرول ایکٹ، 1947 کی دفعہ 11 نے کنٹرولر کو ایک حد اختیار سونپا ہے، جس میں یہ طے کرنے کا دائرہ اختیار شامل ہے کہ کرایہ کی عدم ادائیگی ہوئی ہے یا نہیں، نیز یہ پا کے کہ کرایہ کی عدم ادائیگی ہوئی ہے، تو کرایہ دار کو بے دخل کرنے کا حکم جاری کرنے کا دائرہ اختیار۔ لہذا، یہاں تک کہ اگر کسی کنٹرولر نے اس سوال کا غلط فیصلہ لیا ہے کہ آیا کرایہ کی عدم ادائیگی ہوئی ہے، اس بنیاد پر کہ کرایہ کی عدم ادائیگی ہوئی ہے، اس کے بے دخلی کے حکم پر سول عدالت میں سوال نہیں اٹھایا جاسکتا۔

کوئین بنام خصوصی مقاصد کے لئے انکم ٹیکس کمشنر (21 ق. بی. ڈی. 313) اور کالونیئل بینک آف آسٹریلیا بنام ولان (ایل آر 5 پی سی 417) پر انحصار کیا۔

دیوانی ایپیلیٹ دائرہ اختیار: 25 مارچ 1949 کو پٹنہ عدالت عالیہ کے ایک فیصلے اور ڈگری پرائیمل، اے۔ ایس 2280 بابت 1948 میں 1948 کے سوٹ نمبر 62 میں ماتحت جج کی ایپیلیٹ ڈگری کو اُلٹنے کیلئے۔

ایپیلٹ کے لیے: بلد یوسہائے (بشمول ٹی کے پرساد)
مدعا علیہ کے لیے: این سی چٹرجی (بشمول ایچ جے امریگر)
2 فروری 1951 کو عدالت کا فیصلہ فضل علی جج نے سنایا تھا۔

فضل علی جج :- یہ پٹنہ کی عدالت عالیہ آف جوڈیکچر کے ایک فیصلہ اور ڈگری پرائیمل ہے جس میں مدعا علیہان کی طرف سے دائر کردہ مقدمے میں ماتحت جج کے ایپیلٹ فرمان کو الٹ رہے ہیں۔ مقدمے کے حقائق مختصر طور پر یہ ہیں۔ جواب دہندگان ماہانہ کرایہ پرائیملٹوں سے تعلق رکھنے والے احاطے کے کئی بلاکوں کے 112 روپے ماہانہ کرایہ دار کے طور پر قابض رہے ہیں۔ مارچ، اپریل اور مئی 1942 کے مہینوں کا کرایہ بقایا ہونے کے بعد انہوں نے اسے جون کے کرایہ کے ساتھ 28 جون 1947 کو دو چیک کے ذریعے بھیج دیا۔ چونکہ ایپیلٹوں نے 4 اگست 1947 کو چیک قبول نہیں کیے، جواب دہندگان نے بعد میں پوسٹل منی آرڈر کے ذریعے رقم بھیج دی۔ 12 اگست، 1947 کو، ایپیلٹوں نے کہا کہ کرایہ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے بہار بلڈنگز (لیز، رینٹ اینڈ ایویکشن) کنٹرول ایکٹ، 1947 (بہارا ایکٹ III بابت 1947) کی دفعہ 11(1) (ایف) کے تحت مدعا علیہان بے دخلی کے مستوجب تھے اور ہاؤس کنٹرولر کو مدعا علیہان کو احاطے سے بے دخل کرنے کے لیے درخواست دی۔ ایکٹ کی دفعہ 11(1) (ایف) مندرجہ ذیل ہے :-

" اس کے برعکس کسی قرارداد یا قانون میں موجود کسی بھی امر کے باوجود اور دفعہ 12 کی توضیحات کے تابع، جہاں کرایہ دار کسی عمارت پر قابض ہے، وہ اس سے بے دخل ہونے کا مستوجب نہیں ہوگا،

چاہے وہ حکم نامے پر عمل درآمد میں ہو یا دوسری صورت میں، سوائے اس کے کہ (الف) کرایہ دار کی صورت میں، کرایہ کی عدم ادائیگی یا کرایہ داری کی شرائط کی خلاف ورزی، یا عمارت یا اس کے کسی حصے کو مالک کی رضامندی کے بغیر کرایہ پردینے کے لیے، یا اگر وہ مالک کا ملازم ہے اور ملازم کی حیثیت سے اس طرح کے ملازمت میں نہ رہنے پر عمارت پر قابض ہے،

30 اگست 1947 کو، وہ جواب دہندگان، جن کے پیسے اپیلانٹوں کی طرف سے لوٹائے جا رہے تھے، نے ہاؤس کنٹرولر کے پاس جون کے مہینے تک کرایہ جمع کیا، پیسے جمع کرنے کے باوجود ہاؤس کنٹرولر نے 10 نومبر کو ایک حکم جاری کیا، جس میں جواب دہندگان کو 10 مئی 1948 تک بے دخل کرنے کی ہدایت دی گئی، اور کہا گیا کہ انہوں نے کرایہ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے خود کو بے دخلی کا مستوجب بنا دیا ہے۔ ہاؤس کنٹرولر کے حکم کو کمشنر نے 27 اپریل 1948 کو اپیل پر برقرار رکھا تھا، اور اس کے بعد جواب دہندگان نے پٹنہ منصف عدالت میں یہ ثابت کرنے کے لیے موجودہ مقدمہ دائر کیا کہ کنٹرولر کا 10 نومبر 1947 کا حکم غیر قانونی اور دائرہ اختیار سے باہر تھا۔ اس مقدمے کو منصف نے خارج کر دیا تھا اور اپیل پر اس ڈگری کو برقرار رکھا گیا تھا، لیکن عدالت عالیہ نے اس مقدمے کا فیصلہ کرتے ہوئے کہا کہ ریٹ کنٹرولر کا حکم دائرہ اختیار سے باہر تھا۔ اس کے بعد اپیلانٹوں کو عدالت عالیہ کی طرف سے اپیل کرنے کی اجازت دے دی گئی، اور اس کے مطابق انہوں نے اس اپیل کو ترجیح دی۔

عدالت عالیہ نے اس معاملے میں کچھ وسیع فیصلہ دیا ہے، لیکن ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اس اپیل میں پیدا ہونے والا نقطہ سادہ ہے۔ جس بنیادی نقطہ پر جواب دہندگان نے ہاؤس کنٹرولر کے ذریعے بے دخلی کے حکم پر اعتراض کیا ہے وہ یہ ہے کہ حقیقت میں کرایہ کی عدم ادائیگی نہیں کی گئی تھی، اور چونکہ بہارا ایکٹ کے تحت بے دخلی کا حکم نہیں دیا جاسکتا جب تک کہ عدم ادائیگی سرزد نہ ہو، ہاؤس کنٹرولر کے پاس بے دخلی کا حکم دینے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ دوسری طرف، اپیلانٹوں کی جانب سے پیش کردہ اعتراضات میں سے ایک یہ ہے کہ ایکٹ میں استعمال ہونے والے اس بیان کے معنی کے اندر کرایہ کی ادائیگی نہیں کی گئی تھی، کیونکہ کرایہ واجب الادا ہونے پر ادائیگی کی گئی تھی۔ اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ مارچ کے مہینے کا کرایہ اپریل میں واجب الادا ہو گیا اور اپریل کا کرایہ مئی

میں واجب الادا ہو گیا، لیکن جواب دہندگان نے 28 جون 1947 تک بقایا جات کی ادائیگی کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کرایہ داری کے آغاز پر، جواب دہندگان نے ایک ماہ کا کرایہ پیشگی میں ادا کیا تھا، اور ان کے اور اپیلانٹوں کے درمیان اس بات پر اتفاق ہوا تھا کہ جب بھی پورے ایک ماہ کے لیے کرایہ کی ادائیگی میں کوتاہی ہوگی تو پیشگی کے طور پر دیا گیا کرایہ ایڈ جسٹ کیا جائے گا۔ تاہم اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ پیشگی ادائیگی کو صرف ایک ماہ کے کرایے کے لیے ایڈ جسٹ کیا جا سکتا ہے، لیکن موجودہ صورت میں تین ماہ کا کرایہ واجب الادا ہو گیا تھا، اور چونکہ ماہانہ کرایہ داری میں کرایہ ماہ بہ ماہ قابل ادائیگی ہوتا ہے، اس لیے ہر مہینے کا کرایہ بعد کے مہینے میں واجب الادا ہو جاتا ہے، اس کرایہ کی مناسب وقت پر عدم ادائیگی ایکٹ کی دفعہ 11 (1) (الف) کی توضیحات کو راغب کرنے کے لیے کافی تھی۔ اپیلانٹوں نے ایک دوسری دلیل بھی دی، یعنی، ایکٹ کی اسکیم کو مد نظر رکھتے ہوئے، ہاؤس کنٹرولر یہ فیصلہ کرنے کے لیے مکمل طور پر اہل تھا کہ آیا بے دخلی کی سابقہ شرط کو پورا کیا گیا تھا، اور ایک بار اس فیصلے پر پہنچ جانے کے بعد، اس پر دیوانی عدالت میں سوال نہیں اٹھایا جا سکتا تھا۔ اس دلیل کو پہلی دو عدالتوں نے قبول کیا، اور اس سے نمٹنے والی پہلی اپیلٹ عدالت نے مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا:

"لیکن بلڈنگز کنٹرول ایکٹ نے کنٹرولر کو یہ فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہے کہ کرایہ کی عدم ادائیگی ہوئی ہے یا نہیں اور وہ دائرہ اختیار سنبھالتا ہے یہ تب ہی ہوتا ہے جب وہ مطمئن ہوتا ہے کہ کرایہ کی عدم ادائیگی ہوئی ہے۔ اگر دائرہ اختیار کا سوال کسی حقیقت یا نقطہ قانون کے فیصلے پر منحصر ہے، اور اگر عدالت کو اس طرح کے سوال کا فیصلہ کرنے کے لیے کہا جاتا ہے، تو اس طرح کے فیصلے کو اجتماعی طور پر مواخذے میں نہیں ڈالا جا سکتا (بذریعہ 12 پٹنہ 117)۔ میری رائے میں جب کنٹرولر نے کرایہ کی عدم ادائیگی سے مطمئن ہونے پر دائرہ اختیار استعمال کیا اور بے دخلی کا حکم صادر کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ میرے خیال میں دیوانی عدالت کے پاس اس طرح کے حکم کے جواز کو چیلنج کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہو سکتا۔"

"تاہم عدالت عالیہ نے اس نظریے کو قبول نہیں کیا اور جائیداد کی منتقلی ایکٹ کی دفعہ 111 کا حوالہ دینے کے بعد، ان الفاظ میں اپنا نظریہ پیش کیا:

"ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے جن میں زیر غور ایکٹ نافذ کیا گیا تھا اور اس کا مقصد، جیسا کہ

عمارتوں سے کرایہ داروں کی غیر معقول بے دخلی کو روکنے کے لیے کیا گیا ہے، ایسا لگتا ہے کہ دفعہ 11 میں کرایہ کی عدم ادائیگی کے بیان محاورہ کو اس تناظر میں جس میں اس کا استعمال کیا گیا ہے، اس کی تشریح کی جانی چاہیے جس کا اثر عام قانون کے تحت کرایہ دار کو حاصل کرایہ داری کے تعین کے خلاف تحفظ کو بڑھانا ہوگا۔ قانون ساز، لہذا، یہ قانون سازی کرتے ہوئے کہ کرایہ دار کو کرایہ کی عدم ادائیگی کے علاوہ بے دخل کرنے کا مستوجب نہیں ہوگا، یہ فرض کیا جانا چاہیے کہ اس کا ارادہ کسی کرایہ دار کو کرایہ کی ادائیگی میں ناہندہ ہونے کی وجہ سے اس کے قبضے میں موجود عمارت سے بے دخل ہونے سے بچانا ہے، اگر وہ اپنی بے دخلی کا حکم صادر ہونے سے پہلے اس سے واجب الادا تمام کرایہ عدالت میں لاتا ہے۔

اگر، جیسا کہ مدعا علیہان کی جانب سے دعویٰ کیا گیا ہے، ایکٹ کی دفعہ 11 کو مکان مالک کو کرایہ کی بے قاعدہ ادائیگی کی بنیاد پر کرایہ دار کو بے دخل کرنے کے لیے درخواست دینے کا حق دینے کے طور پر سمجھا جانا تھا جو کہ کرایہ کی عدم ادائیگی کی رقم ہے اور کنٹرولر کو یہ طے کرنے کا اختیار دینا تھا کہ آیا کرایہ کی بے قاعدہ ادائیگی دفعہ 11 کی ذیلی دفعہ (1) کے معنی میں کرایہ کی عدم ادائیگی کے مترادف ہے، اور دفعہ 18 کی ذیلی دفعہ (3) کو قانون کے اس سوال پر کنٹرولر کے فیصلے کو حتمی بنانے کے طور پر سمجھا جانا تھا، تو ایسا معلوم ہوگا کہ نہ صرف اس ایکٹ نے مکان مالک کو اس حق سے بہت زیادہ حق عطا کیا ہے جو اسے عام قانون کے تحت حاصل ہے۔ لیکن یہ کہ اس نے کرایہ داروں کی بے دخلی کے حکمنامے صادر کرنے کے معاملے میں کنٹرولر کو زیادہ اختیارات نوازیں ہونگی بہ نسبت عام قانون کے تحت دیوانی عدالتوں کو۔ قانون اور مساوات کا وہ اصول جس پر کرایہ کی عدم ادائیگی کے لیے ضبطی کے خلاف راحت کی بنیاد ہے، کو مکمل طور پر منسوخ کر دیا ہوگا، اور کرایہ دار کے قبضے میں عمارت کے تحفظ کو بڑھایا جانے کے بجائے بہت کم کر دیا جائے گا۔ ان توضیحات کی بناوٹ، جس سے ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں، ان حالات کے مطابق نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ہے جن پر اس ایکٹ کا اطلاق ہونا تھا اور درحقیقت اسے قبول نہیں کیا جاسکتا۔ جواب دہندہ کی جانب سے مسٹر لال نارائن سنہا کی اس دلیل سے کہ عرضی میں ظاہر کیے گئے حالات نے کنٹرولر کی طرف سے اس بات کے تعین کے لیے سوال اٹھایا کہ آیا قانونی طور پر کرایہ کی عدم ادائیگی کا معاملہ قائم کیا گیا تھا، اور اس سوال پر ان کا فیصلہ، چاہے قانونی طور پر غلط ہی کیوں نہ ہو، سول کورٹ میں پوچھ گچھ کا مستوجب نہیں ہے، کو مسترد کرنا چاہئے۔

ہمیں ایسا لگتا ہے کہ عدالت عالیہ کا نظریہ درست نہیں ہے۔ دفعہ 11 ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے "کسی بھی اتفاق رائے یا قانون میں موجود کسی بھی امر کے برعکس ہونے کے باوجود"، اور اس لیے دفعہ کی تشریح کے لیے جائیداد کی منتقلی کے قانون سے متعلق توضیحات کو در آمد کرنے کی کوئی بھی کوشش بے جا معلوم ہوتی ہے۔ دفعہ 11 ایک خود مختار دفعہ ہے، اور اس بات کا تعین کرنے کے لیے کہ کرایہ دار کو بے دخل کیا جاسکتا ہے یا نہیں، اور اسے کن شرائط کے تحت بے دخل کیا جاسکتا ہے، کو جاننے کیلئے ایکٹ سے باہر جانا مکمل طور پر غیر ضروری ہے۔ یہ واضح طور پر فراہم کرتا ہے کہ کرایہ دار کو بے دخل نہیں کیا جاسکتا ہے سوائے کچھ شرائط کے، اور ایک ماہ سے ماہ تک کرایہ دار کی بے دخلی کے لیے مقرر کردہ شرائط میں سے ایک کرایہ کی عدم ادائیگی ہے۔ دفعہ 11 کی ذیلی دفعہ (3) (ب) میں کہا گیا ہے کہ "کنٹرولر، اگر مطمئن ہو کہ مکان مالک کا دعویٰ مخلصانہ ہے، تو کرایہ دار کو ہدایت دے گا کہ وہ عمارت کو مالک کے قبضے میں دے" اور اگر وہ اتنا مطمئن نہیں ہے تو وہ درخواست کو مسترد کر دے گا۔ دفعہ 16 کنٹرولر کو جانچ پڑتال اور معائنہ کرنے اور گواہوں کی حاضری کو طلب کرنے اور دستاویزات پیش کرنے پر مجبور کرنے کا اختیار دیتی ہے جیسا کہ مجموع ضابطہ دیوانی میں فراہم کیا گیا ہے۔ دفعہ 18 میں کہا گیا ہے کہ کنٹرولر کے ذریعے جاری کردہ حکم سے متاثر کوئی بھی شخص اس کے ذریعے اس طرح کا حکم موصول ہونے کے 15 دنوں کے اندر ڈویژنل کمشنر کو اپیل کر سکتا ہے، اور یہ اپیل کی سماعت کے لیے طریقہ کار بھی تجویز کرتا ہے۔ اس دفعہ کے ذیلی دفعہ (3) میں کہا گیا ہے کہ "کمشنر کا فیصلہ اور اس طرح کے فیصلے کے تابع، کنٹرولر کا حکم حتمی ہوگا، اور کسی بھی عدالت میں، چاہے وہ کسی مقدمے میں ہو یا کسی دوسری کارروائی میں، اپیل یا نظر ثانی کے ذریعے، سوال کیے جانے کا مستوجب نہیں ہوگا۔" اس طرح ایکٹ ان معاملات کی تحقیقات کے لیے ایک مکمل مشینری قائم کرتا ہے جس پر کرایہ دار کو بے دخل کرنے کا حکم دینے کے لیے کنٹرولر کا حد اختیار ہوتا ہے، اور یہ واضح طور پر اس کے حکم کو حتمی بناتا ہے اور صرف کمشنر کے فیصلے کے تابع ہوتا ہے۔ ایکٹ کنٹرولر کو یہ فیصلہ کرنے کا اختیار دیتا ہے کہ کرایہ کی عدم ادائیگی ہوئی ہے یا نہیں، اور اس سوال پر اس کا فیصلہ ضروری ہے اس سے پہلے کہ وہ دفعہ 11 کے تحت حکم صادر کرے۔ ایکٹ کی ایسے توضیحات کی وجہ سے، ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا کسی ایسے معاملے پر کنٹرولر کے فیصلے پر سوال اٹھانا ممکن ہے جس پر ایکٹ اسے واضح طور پر فیصلہ کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ اس موضوع پر قانون کولارڈ ایشیر ایم آر نے دی کوئین بمقابلہ کمشنرز برائے خصوصی مقاصد انکم ٹیکس (1) میں ان الفاظ میں بہت واضح طور پر بیان کیا ہے:

"جب کوئی ماتحت عدالت یا ٹریبونل یا ادارہ، جسے حقائق کا فیصلہ کرنے کے اختیار کا استعمال کرنا ہوتا ہے، پارلیمنٹ ایکٹ، مجلس قانون ساز کے ذریعے سب سے پہلے مجلس قانون ساز اس بات پر غور کرنا ہوتا ہے کہ وہ اس ٹریبونل یا ادارے کو کیا اختیارات دے گا۔ یہ عملی طور پر یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر حقائق کی کوئی خاص حالت موجود ہے اور اس طرح کے ٹریبونل یا ادارے کو کچھ کرنے سے پہلے دکھایا جاتا ہے، تو ایسے کام کرنے کا دائرہ اختیار حاصل ہوگا، لیکن دوسری صورت میں نہیں۔ وہاں یہ فیصلہ کرنا ان کے حق میں نہیں ہے کہ آیا وہ حقائق کی حالت موجود ہے، اور اگر وہ اس کے وجود کے بغیر دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہیں، تو وہ جو کرتے ہیں اس پر سوال اٹھایا جاسکتا ہے، اور یہ مانا جائے گا کہ انہوں نے دائرہ اختیار کے بغیر کام کیا ہے۔ لیکن وہاں پر دوسرا معاملہ موجود ہو سکتا ہے۔ مجلس قانون ساز ٹریبونل یا ادارے کو دائرہ اختیار تفویض کر سکتا ہے، جس میں یہ طے کرنے کا دائرہ اختیار شامل ہے کہ آیا حقائق کی ابتدائی حالت موجود ہے اور ساتھ ہی دائرہ اختیار، یہ معلوم کرنے پر کہ آیا یہ موجود ہے، آگے بڑھنے یا کچھ اور کرنے کیلئے جب مجلس قانون ساز یہ محدود دائرہ اختیار کے ساتھ ایسا ٹریبونل یا ادارہ قائم کر رہا ہوتا ہے، تو انہیں اس بات پر بھی غور کرنا پڑتا ہے کہ وہ انہیں جو بھی دائرہ اختیار دیتے ہیں، کیا ان کے فیصلے پر کوئی اپیل ہوگی، بصورت دیگر وہاں کوئی نہیں ہوگی۔ دو مقدمات میں سے دوسرے میں، میں نے ذکر کیا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ ٹریبونل کچھ حقائق کے وجود کا غلط فیصلہ کر کے خود کو دائرہ اختیار نہیں دے سکتا، کیونکہ مجلس قانون ساز نے انہیں تمام حقائق کا تعین کرنے کا دائرہ اختیار دیا بشمول ابتدائی حقائق جس پر ان کے دائرہ اختیار کا مزید استعمال منحصر کرتا ہے؛ اور اگر انہیں اس طرح فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار دیا گیا تھا، بغیر کسی اپیل کے، ان کے دائرہ اختیار کے اس طرح کے استعمال پر کوئی اپیل نہیں ہے۔"

اسی طرح سر جیمز کولویل کے نوآبادیاتی بینک آف آسٹریلیا بنام ولان میں درج ذیل مشاہدات ہیں، جو کہ اصولوں سے متعلق ایک معاملہ ہے جس پر سر شیری کی رٹ جاری کی جاسکتی ہے:

"اس کے مطابق، حکام یہ ثابت کرتے ہیں کہ اس موضوع پر دائرہ اختیار رکھنے والے جج کا فیصلہ، اگر بظاہر کوئی غلطی دیکھائی نہیں دیتی ہے، تو اسے اس میں بیان کردہ حقائق کے حتمی طور پر لیا جائے گا؛ اور یہ کہ ملکہ کی عدالتی بیچ اس طرح کے سر شیری کاش کے فیصلے کی بنیاد پر مسترد نہیں کرے گی، کہ ایسی کوئی حقیقت، چاہے کتنی ہی ضروری ہو، غلط طور پر پائی گئی ہو۔"

اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ موجودہ معاملہ لارڈ ایشر کی طرف سے مذکور دوسرے زمرے میں آتا ہے، کیونکہ یہاں ایکٹ نے کنٹرولر کو ایک دائرہ اختیار سونپا ہے، جس میں آیا کرایہ کی عدم ادائیگی ہے یا نہیں کے ساتھ ساتھ کرایہ نہ دینے کی صورت میں کرایہ دار کو بے دخل کرنے کا حکم دینے کا دائرہ اختیار بھی شامل ہے۔ یہاں تک کہ اگر یہ فرض کیا جائے کہ کنٹرولر نے کرایہ کی عدم ادائیگی کے سوال کا غلط فیصلہ لیا ہے، جو کسی بھی طرح واضح نہیں ہے، اس کے حکم نامہ پر سول عدالت میں سوال نہیں اٹھایا جاسکتا۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اس مختصر بنیاد پر یہ اپیل منظور ہونی چاہیے، اور ہم اسی کے مطابق اپیل کو منظوری دیتے ہیں، عدالت عالیہ کے فیصلہ اور ڈگری کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور ماتحت عدالتوں کی ڈگری کو بحال کرتے ہیں۔ اپیلانٹ پورے حرجانے کے حقدار ہوں گے۔

اپیل منظوری کی جاتی ہے۔

اپیلنٹ کا ایجنٹ: آر سی پرساد۔
مدعا علیہ کا ایجنٹ: ایس پی ورما